NAAC Grade—'A'
(A Constituent unit of B.R.A. Bihar University, Muzaffarpur)

D.
eptt of Urdu

Email:
lscollegeprincipal@gmail.com

.:..........

Date 23.06.2021

B.A (Part-I) Urdu Hons

Paper - I

Topic - Tashreeh Rubayee

B. A (Part-III) Urdu Hons

Paper - VI

Topic - Novel Ibnul waqat Ka Plot

Dr Zarnia Rahman
Associate Professor
Department of Urdu
L. S. College, Muzaffarpur

Contact No - 9334940686

Zarnia Rahman
23.06.2021

ناول ابن الوقت کے پلاٹ کا جائزہ لیجیے۔

نذیر احمد کی ناول نگاری کا دوسرا دور بارہ تیرہ سال کے طویل وقفے کے بعد شروع ہوتا ہے۔ اس دور میں انہوں نے چار ناول تصنیف کئے جن کے موضوعات براہ راست اپنے ماحول سے اخذ کئے معلوم ہوتے ہیں۔ ان ناولوں کے موضوعات و واقعات کا ماخذ انگریزی کہانیاں نہیں ہیں ابن الوقت کی کہانی کو کسی تصنیف سے اخذ کئے جانے کا کوئی ثبوت نہیں ملتا پھر بھی گمان گزرتا ہے کہ شاید اس کا کوئی تصنیف فیملی انسٹرکٹر کے دوسرے حصے سے کچھ تعلق ہے جس کو ڈاکٹر محمود صادق نے مالک اور نوکر کے تعلقات کے نام سے ذکر کیا گیا ہے۔ انہوں نے خود اس کی طرف اشارہ بھی کیا ہے

اس دور کا سب سے اہم ناول ابن الوقت مانا جاتا ہے۔ چونکہ ابن الوقت نذیر احمد کے پہلے دور کے ناولوں کی ہی ایک کڑی ہے۔ اس لئے پہلے اسی ناول کا بیان درست معلوم ہوتا ہے گو کہ اس سے پہلے ہی

ابن الوقت ۱۸۸۸ میں تصنیف ہوا۔ اس کا سال اشاعت بھی یہی ہے۔
ابن الوقت کے پلاٹ میں نذیر احمد نے تاریخی واقعات
اور وقتی حالات کو بھی جگہ دی ہے۔ اس مقصد کے لئے غدر کے حالات کے علاوہ دو
مستقل فصلیں بھی شامل کی گئی ہیں۔ ایک فصل میں ایک ڈپٹی کلکٹر کی سرگزشت
بیان کی گئی ہے۔ دوسرے فصل میں "عقل اور مذہب" پر روشنی ڈالی گئی ہے۔
ان فصلوں سے نذیر احمد آئندہ آنے والے واقعات کی پیش بندی کی ہے۔
شروع ابن الوقت کے ایک مختصر تعارف سے ہوتا ہے۔
ابن الوقت نے کالج میں تعلیم پائی تھی۔ اچھے طالب علموں میں سے تھا۔ عربی
فارسی میں ماہر تھا وہ ریاضی میں کچا تھا لیکن تاریخ، جغرافیہ، سیاست
اور اخلاق وغیرہ میں اسکی دلچسپی تھی۔ تاریخ سے اس کو خاص طور سے لگاؤ
تھا۔ نذیر احمد نے ابن الوقت کے اس شوق کے متعلق کافی تفصیل سے بیان
کیا ہے۔ وہ خوددار، مدبر، ارادے کا پکا اور حالات و تغیرات میں اٹل تھا۔ وہ
سلطنت کو مغلوں کی بدتری کا لازمی نتیجہ سمجھتا تھا۔ اسلئے وہ انگریزوں کو
وقعت کی نظر سے دیکھتا تھا خواہ وہ گھٹیا اور بے حیثیت پوزیشن

میں بھی کیوں نہ ہوں، انگریزی کو دلی کالج میں اس نے ایک مضمون کی حیثیت سے بھی
پڑھا تھا۔ لیکن ریاضی کے طفیل اس کو اچھی خاصی انگریزی آگئی تھی۔ اس نے
آہستہ آہستہ اس زبان میں کافی مہارت حاصل کر لی تھی۔ اس کو انگریزی زبان
کا عمدہ مذاق حاصل ہو گیا تھا لیکن آزادانہ بولنے کی مہارت نہیں تھی۔

ابن الوقت کی ملاقات نوبل صاحب سے ہوتی ہے۔ نوبل
صاحب لبرل خیال کے انگریز تھے۔ وہ ہندوستانیوں کو قدامت پرستی سے نکال
کر مغربی معاشرت کے مطابق ڈھالنا چاہتے تھے۔ ابن الوقت کے دل و دماغ میں
اس تہذیب کی برتری کا احساس تو شروع ہی سے تھا، نوبل صاحب سے طویل
ملاقاتوں کے بعد تو یہ خیال اس کے ذہن میں زیادہ واضح اور راسخ ہو گیا۔
غدر کا ہنگامہ جب ذرا کم ہوا اور نوبل صاحب کی حالت کچھ بحال ہوئی تو ان کی
محبت اور ہمدردی کھل کر ابن الوقت کے سامنے آئی۔ دونوں میں رسم اور ربط
بڑھتے گئے۔ ابن الوقت کی آنکھیں انگریزی تہذیب سے اور بھی خیرہ
ہو گئیں۔ اس کی چمک دمک میں وہ اپنی پچھلی زندگی کو فراموش کر گیا۔
آخر ایک دن اس نے نوبل صاحب کے کہنے پر قوم کی اصلاح کا مصمم

ارادہ یوں کر لیا۔ گو کہ وہ اس کے انجام کو سوچ سوچ کر کافی ڈرتا بھی رہا لیکن
نوبل صاحب نے اپنی مناسب دلیلوں سے اس خوف کو اس کے دل سے رفع
کر دیا۔ اور وہ اس ذہنی حالت پر پہنچ گیا کہ وہ ایک دن تنہائی میں اپنے نایاب
مستقبل کے متعلق سوچنے لگا۔ یہاں نذیر احمد نے نفسیاتی کردار نگاری کی عمدہ
مثال پیش کی ہے۔ وہ کافی دیر تک ایسے ہی خیالات میں ڈوبا رہا۔ اس کے بعد
نوبل صاحب اور جان نثار کے تعاون سے وہ نئی وضع کا مکمل نمونہ بن گیا۔
اس کی اس وضع سے اس کی قوم یہاں تک کہ رشتے اور تعلق کے لوگ
بھی اس سے ناراض ہو گئے۔ اس پر اس کی قوم کی طرف سے کفر کا فتویٰ
جاری ہو گیا۔ لیکن نوبل صاحب ہوتے ہوئے اسنے اسکی پرواہ نہیں کی۔
نوبل صاحب کے پاس ہی اس کا بھی ایک بنگلہ جدید ڈیزائن سے آراستہ
پیراستہ تیار ہو گیا۔ اسطرح اس کا رشتہ اپنے ماضی سے بالکل کٹ
گیا۔ نوبل صاحب کی جان بچانے کے صلے میں اس کو حکومت کی طرف
سے جاگیر بھی عطا کی گئی جو ایک باغی زمیندار سے چھین کر اسکو
دی گئی تھی۔ اس دوران ابن الوقت کا تعلق انگریزوں کا

کی اعلیٰ سوسائٹی میں اچھی طرح قائم ہو چکا تھا۔

اس وقت ابن الوقت انگریزوں کے دوسرے گروپ میں واقفیت نہیں رکھتا تھا جو قدامت پرست خیال کا تھا جو انگریزوں میں ہندوستانیوں کے میل جول کو پسند نہیں کرتا اور نہ ہی یہ پسند کرتا کہ ہندوستانی انگریزی تہذیب و معاشرت کو اپنائیں۔ یہی وجہ تھی کہ جب نوبل صاحب ولایت چلے گئے اور انکی جگہ مسٹر شارپ آئے تو انہوں نے ابن الوقت کو اس وضع و قطع میں دیکھ کر پسند نہیں کیا اور دن بہ دن ابن الوقت کے خلاف ان کا غصہ بڑھتا گیا اور ابن الوقت کو مختلف طریقوں سے پریشان کرنا شروع کیا۔

ابن الوقت کی خودداری نے اس بات کو گوارہ نہیں کیا کہ وہ کلکٹر صاحب سے معافی مانگے یا سفارش کرائے۔ نوبل صاحب نے اس سے اسکی اپنی وضع کو تبدیل کرنے پر مجبور کر دیا۔ اسکو بنانے میں اسکو اپنے مذہب کی پابندیوں کو بھی ترک کرنا پڑا۔ اس سے پہلے وہ صوم و صلوٰۃ کا پابند تھا۔ لیکن مسٹر شارپ اپنی طاقت کے بل پر اس سے اسکی نئی وضع کو

چھوڑنے پر مجبور کرنا چاہتے تھے۔ یہ بھلا اس کے لئے کیسے ممکن تھا وہ
ایک جگہ کہتا ہے کہ وہ خود مختار اور آزاد ہے کہ جس قسم کی وضع چاہے
اختیار کرے اس پر اس اگر کوئی پابندی لگاتا ہے تو یہ اس کی بھول ہے۔

ابن الوقت کے پلاٹ میں گہری معنویت ملتی ہے
جو علامتوں میں بیان کی گئی ہے اور واقعات ایک دوسرے سے مربوط
ہوئے ہیں۔ نذیر احمد نے موضوع سے الگ مباحث اس میں شامل بھی کئے
ہیں اور ناول کو اپنے مناسب طور پر ختم کر دیا ہے۔

ابن الوقت کے پلاٹ کو دلچسپ مرقعوں سے بھی
آراستہ کیا گیا ہے۔ اس میں کہیں منظر نگاری بھی ملتی ہے لیکن یہ
کم اور مختصر ہے اس ناول کے پلاٹ کو پر اثر بنانے میں نذیر احمد کا شگفتہ اور
دلچسپ انداز تحریر کافی اہم رول ادا کرتا ہے اور ہم کہہ سکتے ہیں کہ
ابن الوقت کا پلاٹ بہت ہی کامیاب ہے۔

مجھ سے یہ دعا کرتا ہوں کہ اگر تو نے ایسے دنیا کی دولت
نہیں دی ہے تو بہت خوب بسر تسلیم خم ہے لیکن تو ایسے
نانِ جویں کے ساتھ زورِ حیدری بھی عطا کر دے۔ یہ خوبی
اگر ایک طرف دولت کا نعم البدل ہو جائیگی تو دوسری
طرف وہ مسلمان کو بازوئے حیدری کی بدولت اسلام
کی وہی بیش بہا خدمات انجام دے سکے گا جو حضرت
علی نے دی تھی۔

اقبال نے اپنے اس خیال کو بڑے ہی
دلکش انداز میں رباعی کا سہارا لیکر بیان کیا ہے
یہ بھی تلمیح کا شعر ہے۔ اس کے اندر نانِ جویں سے مراد دورِ
اسلام کا وہ نقشہ ہے کہ کسی طرح مسلمان جو کی روٹی کھا کر
زندگی بسر کرتے تھے۔ بازوئے حیدر سے مراد حضرت
علی رض ہیں۔